حنیف احمد محمود-برطانیہ

تقریر بابت تفہیم القرآن
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تفسیر کبیر اور اِس کے محاسن و خصوصیات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (البقرہ:122)

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

ایمان مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے

معزز سامعین! آج مَیں آپ کے سامنے حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی معرکہ آراء اور بے مثل تفسیر الموسوم تفسیرِ کبیر کے محاسن اور خوبیاں بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق الہامی الفاظ "تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔" کی تکمیل کے لئے خود اپنی جناب سے آپؓ کو قرآنِ کریم کا علم اور عرفان عطا فرمایا جس کا آغاز آپؓ کی اوائل عمری میں ہی ہو گیا تھا جیسا کہ آپؓ نے خود ذکر فرمایا:

"مَیں چھوٹا ہی تھا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا... فرشتہ نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کی... جب وہ ختم کر چکا تو میری آنکھ کھل گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ اس تفسیر کی ایک دو باتیں مجھے یاد تھیں لیکن معاً بعد مَیں سو گیا اور جب اٹھا تو کوئی حصہ بھی یاد نہ تھا اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے ایک مجلس میں اس سورۃ پر کچھ بولنا پڑا اور مَیں نے دیکھا کہ اس کے نئے نئے مطالب میرے ذہن میں نازل ہو رہے ہیں اور مَیں سمجھ گیا کہ فرشتہ کے تفسیر سکھانے کا یہی مطلب تھا چنانچہ اُس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ اس سورۃ کے نئے نئے مطالب مجھے سکھائے جاتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 6)

پھر آپؓ نے فرمایا:

"قرآن کریم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر مجھے سمجھائے ہیں اور مَیں اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اس نے کئی ایسی آیات جو مجھ پر واضح نہیں تھیں ان کے معانی بطور وحی یا القاء میرے دل پر نازل کئے اور اس طرح اپنے خاص علوم سے اس نے مجھے بہرہ ور کیا۔"

(تفسیر کبیر صفحہ 483)

یہ تمام خداداد قرآنی انوار، علوم اور حقائق تفسیر کبیر کی پندرہ جلدوں کے علاوہ تفسیر صغیر، کم و بیش دو ہزار خطباتِ جمعہ، عیدین کے خطبات، جلسہ ہائے سالانہ، دیگر تقاریب اور جلسوں میں ہزار ہا پُر معارف تقاریر اور دروس میں پھیلے پڑے ہیں۔ جہاں تک تفسیرِ کبیر کا تعلق ہے یہ حضرت مصلح موعودؓ کے تبحرِ علمی، فہمِ قرآن اور بے انت خداداد علم و عرفان کا حیرت انگیز کرشمہ ہے۔ اس کا مطالعہ ہر قاری کو قرآنِ کریم کے بے پایاں بحرِ علم سے ہم کنار کرتا ہے۔

سامعین! تفسیر کبیر کے تعارف اور اِس کے محاسن بیان کرنے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف کا ذکر کرنا ضروری ہے جس میں آپؑ نے دیکھا کہ

"ایک چوغہ زریں جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔"

پھر دیکھا کہ

"وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا ہے جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔"

اس کشف کی تعبیر کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

"تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے موجبِ عزت اور زینت ہو گی۔ واللہ اعلم۔"

(تذکرہ صفحہ :566-567 ایڈیشن چہارم 2004ء)

یہ بات یقینی اور حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریر کردہ تفسیر، الموسوم تفسیرِ کبیر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے سلسلہ کے لئے بے حساب موجبِ عزت اور زینت ہوئی۔ آپؓ اپنی تحریر کردہ تفسیرِ کبیر کا تعارف کرواتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"اس تفسیر کا بہت سا مضمون میرے غور کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے مگر بہر حال چونکہ میرے دماغ نے بھی اس کام میں حصہ لیا ہے اس لئے ممکن ہے کہ کوئی بات اس میں ایسی ہو جو قرآن کریم کے منشاء کو پورے طور واضح نہ کرتی ہو۔ اس لئے مَیں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے کلام کی خوبیوں سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے اور انسانی غلطیوں کے نقصان سے محفوظ رکھے۔"

(صفحہ الف)

پھر فرمایا:

"ان شاء اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم کے معانی کا ایک سلسلہ پوری ترتیب کے ساتھ پڑھنے والے کی سمجھ میں آجائے گا اور وہ کسی سورۃ یا کسی آیت کو بے جوڑ نہ سمجھے گا۔ ترتیب کا مضمون ان مضامین میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر سمجھائے ہیں۔"

(صفحہ الف)

پھر لکھا۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرما کر موجودہ زمانے کی ضرورتوں کے متعلق بہت کچھ انکشاف فرمایا۔"

(صفحہ ب)

تفسیرِ کبیر کے ماخذوں میں آپؓ نے سب سے اوّل ماخذ اللہ تعالیٰ کو قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ

"اسی نے اپنے فضل سے مجھے قرآنِ کریم کی سمجھ دی اور اس کے بہت سے علوم مجھ پر کھولے اور کھولتا رہتا ہے"

(صفحہ ج)

سامعین! پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خوبصورت ذکر فرمایا:

"آپؐ نے قرآن کو اپنے نفس پر وارد کیا حتی کہ آپؐ قرآن پر مجسم ہو گئے آپؐ کی ہر حرکت اور ہر سکون قرآن کی تفسیر تھے۔ آپؐ کا ہر خیال اور ہر ارادہ قرآن کی تفسیر تھا۔ آپؐ کا ہر احساس اور ہر ہر جذبہ قرآن کی تفسیر تھا۔ آپؐ کی آنکھوں کی چمک میں قرآنی نور کی بجلیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات، قرآن کے باغ کے پھول ہوتے تھے۔"

(صفحہ ج)

تیسرے نمبر پر آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی اکاس بیل کو کاٹ پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سر سبز و شاداب ہونے کا موقع دیا۔"

چوتھے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ذکر ان محبت بھرے الفاظ میں فرمایا

”مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے علوم سے بہت کچھ دیا ہے اور حق یہ ہے کہ اس میں میرے فکر یا میری کوشش کا دخل نہیں۔ وہ صرف اس کے فضل سے ہے مگر اس فضل کے جذب کرنے میں حضرت استاذی المکرم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل کا بہت سا حصہ ہے...اس کے علوم کی چاٹ مجھے انہوں نے لگائی۔“

(تفسیر کبیر جلد سوم نیا ایڈیشن)

آپؓ نے تفسیر کبیر لکھنے کی وجہ یوں تحریر فرمائی۔

”مَیں نے اس امید کے ساتھ اس کلام اللہ کی تفسیر لکھی کہ جو لوگ عربی نہیں جانتے یا بدقسمتی سے اس کلام پر غور کرنے کا وقت نہیں پاتے یا جن کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی انہیں کلام اللہ سمجھنے کا موقع مل جائے اور اس کی اندرونی خوبیوں سے وہ واقف ہو جائیں۔“

(تفسیر کبیر جلد اول ابتدائی تیسرا صفحہ)

تفسیر کبیر کے لئے آپؓ اپنی غیر معمولی محنت اپنے استغراق کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

”اس کام کی وجہ سے دو ماہ سے انتہائی بوجھ مجھ پر اور ایک ماہ سے میرے ساتھ دوسرے کام کرنے والوں پر پڑا ہے۔ یہ بوجھ عام انسانی طاقت سے بڑھا ہوا ہے اور زیادہ دیر تک برداشت کرنا مشکل ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور تصرف نہ ہو۔“

(خطبات محمود جلد نمبر 21 صفحہ 474)

مجموعی طور پر تفسیر کبیر کے لکھنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک بے انتہا محنت کی اور بسا اوقات آپ صبح آٹھ بجے سے لے کر رات کے چار بجے تک اس کام میں منہمک رہتے۔ آپ کی اہلیہ حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ نے اس بارے میں یہ گواہی دی:

”جن دنوں تفسیر کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا، نہ سونے کا نہ کھانے کا۔ بس ایک دُھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہو گئی۔“

(الفضل 27 مارچ 1966ء)

آپؓ نے اِس عظیم الشان تفسیر کی اشاعت کے اخراجات بھی خود مہیا فرمائے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

”پارہ عمّ کی تفسیر کے طباعت کے لئے میں نے دس ہزار روپیہ دیا ہے اور یہ پارہ اس رقم سے شائع کیا جائے گا۔ یہ رقم اور اس کا منافع بطور صدقہ جاریہ میری مرحومہ بیوی مریم بیگم ام طاہر غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا وَاَحسَنَ مَثْوٰھَا کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے وقف رہے۔“

(تفسیر کبیر جلد ہشتم)

تفسیرِ کبیر کی اشاعت کا کام قادیان میں جاری تھا کہ تقسیم ملک کا واقعہ ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو تفسیر کبیر کے مسودات کی بہت فکر رہی کہ آپ نے امیر مقامی قادیان کو ہدایت بھجوائی کہ

”جو کنوائے آئے گا اس کے ساتھ تفسیر کے تین بکس دفتر سے ضرور بھجوا دیں... تا کہ دو چار دن میں تفسیر کی آخری جلد مکمل کر دوں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 45)

سامعین! اِس تفسیر میں یہ بنیادی اصول ملحوظ رکھے گئے ہیں کہ قرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں اور اس کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ ان اصولوں کے تابع قرآن کریم میں ایک جیسے مضمون کی آیات ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں اور مجموعی مضمون واضح ہو جاتا ہے پھر مختلف آیات سے متعلق احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اس باب میں ضروری حوالے ہیں۔ اسی طرح اس تفسیر میں عربی الفاظ کے وہی معنے اختیار کئے گئے ہیں جن کی لغت اجازت دیتی ہے اور اس غرض سے عربی زبان کی مستند لغات تاج العروس، المنجد، کلیات ابو البقاء، اقرب الموارد، لسان العرب اور قاموس کو استعمال کیا گیا ہے اور ہر آیت سے پہلے حل کو استعمال کیا گیا ہے اور ہر آیات سے پہلے حل لغات کے تحت ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔

تفسیر کبیر میں جو متنوع مضامین بیان ہوئے ہیں۔ اُن کی فہرست یوں بیان کی جاسکتی ہے۔ منّ و سلوٰی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت اور گزر گاہ، اصحاب کہف، عرشِ الٰہی، کلام الٰہی کے امتیاز اور شجرہ طیبہ سے مماثلت، قوم عاد، قوم ثمود، قوم مدین اور دوسری پرانی اقوام کے متعلق تحقیق، ترتیبِ نزول اور موجودہ ترتیب میں

اختلاف کی حکمت ، پیدائش عالمِ و تخلیق آدم ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان مقام ، مسئلہ ارتقاء، آئندہ زمانہ کے متعلق عظیم الشان پیش خبریاں ، فلسفہ حلت وحرمت ، قرآنی تمثیلات و استعارات کی پر حکمت تشریح ، مقطعات ، جن و انس کی حقیقت ، شیطان اور سجدۂ آدم ، ذوالقرنین کے متعلق تحقیق ، قرآنی قسمیں وغیرہ۔

(سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ 156-157)

سامعین! تفسیر کبیر میں مذکور چند اعلیٰ نکات کا احاطہ بھی کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اُن میں سے ایک انبیاء کی قرآنی ترتیب میں حکمت ہے۔ اِس حوالہ سے آپؓ نے لکھا ہے کہ

”انبیاء کی ترتیب کے بارے میں یہ وہ علم ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے چنانچہ تیرہ سو سال میں جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی تفسیر میں بھی یہ مضمون بیان نہیں کیا گیا اور کوئی نہیں بتاتا کہ نبیوں کا ذکر کرتے وقت یہ عجیب ترتیب کیوں اختیار کی گئی صرف مجھ پر خدا تعالیٰ نے اس نکتہ کو کھولا جس سے اس ترتیب کی حکمت اور اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔“

(تفسیر جلد پنجم صفحہ 264)

پھر سورۃ البقرہ کی کلید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میرے دل پر القا ہوا کہ یہ آیت (البقرہ:130) اس سورۃ کے مضامین کی کنجی ہے اور اس سورۃ کے مضامین اس آیت کے مضامین کے مطابق اور اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں... ان مضامین کو سامنے رکھ کر جب مَیں نے سورۂ بقرہ کو دیکھا تو اس کے مضامین کو لفظاً لفظاً ان مضامین کے مطابق پایا بلکہ مَیں نے دیکھا کہ وہ مضامین بیان بھی اسی ترتیب سے ہوئے ہیں جس ترتیب سے ان کا اس آیت میں ذکر ہے اور ہر حصہ میں اس آیت کے الفاظ کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے۔“

(تفسیرِ کبیر جلد اوّل صفحہ 55)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک اور نکتہ کا ذکر یوں فرمایا ہے جو اپنی ذات میں تفسیرِ کبیر کا ایک حُسن ہے۔ فرمایا کہ

”سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھتے وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کوئی نئے مطالب اس سورۃ کے کھولے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سات اصولوں کا انکشاف ہوا جو دعا کے متعلق اس سورۃ میں بیان ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔“

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 6)

سامعین! تفسیر کبیر کئی جہات سے ایک منفرد مقام رکھتی ہے اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بے نظیر ہے اور اس حیرت انگیز علم و عرفان کا مظہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو عطا فرمایا اور خدائی القاء سے لکھے ہوئے ایسے مضامین سے پُر ہے جو پڑھنے والوں کو قرآنِ کریم کی عظمت کے زندہ احساس سے بے خود کر دیتے ہیں اور زبان اس خدائے علیم کے ذکر سے تر ہو جاتی ہے جس نے انسان کو وہ سکھایا جو کچھ وہ نہ جانتا تھا۔ ان محاسن کا لطف ہر پڑھنے والا اپنے ذوق، علم اور معرفت کے مطابق اٹھاتا ہے اور اس لحاظ سے ان کا کوئی شمار نہیں ہے۔ چند مزید محاسن کا ذکر کر دیتا ہوں۔

(1) بعض تفاسیر میں بائبل کی تاریخ اور دیگر ضعیف روایات قرآنِ کریم میں بیان تاریخ سے متصادم ہوتی ہیں مگر تفسیرِ کبیر میں ایسی روایات اور موسوی تاریخ کا علمِ آثارِ قدیمہ کے حوالے اور مستند تاریخ کی کسوٹی اور عقل و خرد کے پیمانے سے غلط ہونا ثابت کر کے ان آیات کی ایسی تفسیر بیان کی گئی ہے جو قرآن کا حقیقی منشاء ہے اور جس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

(2) اگر کوئی شخص ترتیبِ قرآن پر کئے گئے اعتراضات کا کوئی ردّ کسی تفسیر میں نہ پا کر رنجیدہ اور دکھی ہو تو اس کے لئے تفسیرِ کبیر کی یہ خصوصیت مرہم کا کام دیتی ہے کہ اس میں اس بات کا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا گیا کہ قرآنِ کریم میں ایک ترتیب پائی جاتی ہے بلکہ آیتوں اور سورتوں کا ایک واضح ترتیب سے باہم مربوط ہونا بیان بھی ہوا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب الہامی ہے اور اس میں گہری حکمت اور ربط ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تو اس امر کو اپنا اصول ٹھہرا کر فرمایا ہے کہ

”میرا ترجمہ اور میری تفسیر ہمیشہ ترتیب آیات اور ترتیب سُوَر کے ماتحت ہوتی ہے۔“

(انوار العلوم جلد 18 صفحہ 293)

بلکہ آپؓ نے اس ترتیب کو آیات کے حل کی کلید قرار دیتے ہوئے فرمایا:
”حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآنِ کریم کی ترتیب کو مدِ نظر رکھا جائے اور اس پر غور اور تدبر کرنے کی عادت ڈالی جائے تو اس کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔“
(تفسیرِ کبیر جلد پنجم صفحہ 23)

(3) **سامعین!** مغربی مستشرقین کے قرآن پر اعتراضات اور بائبل کی قرآن کریم پر فضیلت کے بے بنیاد دعاوی کے شافی جواب اِس تفسیر میں دئے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ قرآنِ کریم ان بودے اعتراضات سے بالا ایک عظیم حقیقت ہے۔ اسی طرح ان لکھنے والوں نے بعض آیاتِ قرآنی سے غلط استدلال کر کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اعتراضات اٹھائے ہیں ان کو بھی دلائل سے ردّ کیا گیا ہے۔

(4) جو کوئی بھی بیشتر مروّجہ تفاسیر میں ہر قرآنی پیش گوئی کو روزِ قیامت پر چسپاں کرنے کے سبب قرآنِ کریم میں اس دنیا کے لئے پیش گوئیوں کی کمی پاتے رہے ان کے لئے یہ امر ازدیادِ ایمان کا باعث ہے کہ تفسیرِ کبیر میں متعدد ایسی پیش گوئیوں کی نشان دہی کی گئی ہے جو اس زمانہ میں پوری ہو کر قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر گواہ ٹھہری ہیں۔ ان بڑی خبروں میں سے چند یہ ہیں۔ نہر سوئز اور نہر پانامہ کا بننا، دخانی جہازوں اور دیگر نئی سواریوں، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم اور کاسمک ریز اور بموں کی ایجاد، جمہوری حکومتوں کا بادشاہوں کی جگہ لینا، چڑیا گھروں کا قیام، پریس اور کتابوں کی بکثرت اشاعت، علمِ ہیئت اور علمِ طبقاتُ الارض کی ترقی، چاند اور مریخ کے زمین سے وابستہ ہونے کا امکان، مغربی اقوام اور روس کی ترقی، فرعونِ موسیٰ کی لاش کی دریافت، وحشی اقوام کا متمدن ہو جانا اور علمائے ظاہر کا علمِ دین سے بے بہرہ ہو نا وغیرہ۔

نیز آپؓ نے آیتِ قرآنی وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡکُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ جِئۡنَا بِکُمۡ لَفِیۡفًا ؕ (بنی اسرائیل:105) کی تفسیر میں فلسطین میں یہود کی حکومت کے عارضی قیام کی پیش گوئی کا درج ذیل الفاظ میں ذکر فرمایا:
”اس جگہ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے اور بتایا یہ ہے کہ جب یہ عذاب آئے گا کہ دوسری دفعہ ارضِ مقدس کچھ عرصہ کے لئے ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ پھر تم (یہود) کو اس ملک میں واپس لے آئے گا۔“

(تفسیرِ کبیر جلد چہارم صفحہ 397-398)

فلسطین پر دوبارہ مسلمانوں کے اقتدار کی خبر دیتے ہوئے آپؓ نے اِس آیت وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ (انبیاء:106) کی تفسیر کے تحت یہ پیش گوئی کی کہ (ارضِ مقدس پر مسلمانوں کا) قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے اور جب ہم کہتے ہیں عارضی طور پر تو لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں یہ کہ سارا نظام جس کو یو این او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ لا کر مسلمانوں کو بسائیں۔

(تفسیرِ کبیر جلد پنجم صفحہ 576)

سورۃ نمل کی آیت 88 کی تفسیر میں آپؓ نے اس پیش خبری کی نشاندہی کی کہ ایٹم بم کے توڑ کے لئے بھی ایجادات ہوں گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ جن کے نتیجہ میں دشمن پر فوقیت بھی حاصل ہو جائے گی اور عام تباہی بھی نہیں آئے گی۔

(تفسیرِ کبیر جلد ہفتم صفحہ 141)

سورۂ ابراہیمؑ کی آیت 5 کی تفسیر میں آپؓ نے یہ اظہار فرمایا کہ
”چونکہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد اردو میں الہام زیادہ کثرت سے ہوا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہو گی اور دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکے گی۔“

(تفسیرِ کبیر جلد سوم صفحہ 444)

سورۂ مطففین کی آیت 16 کی تفسیر میں آپؓ نے تیسری عالمگیر جنگ کے بعد مغربی اقوام کی مکمل تباہی اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی خبر دی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"یہاں کَلَّا کا تکرار اسی عذابِ شدید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔(سورۂ مائدہ:116) میں عیسائی اقوام کو اس عذابِ شدید کی وعید کا ذکر آپ پہلے کر چکے ہیں... یہاں تین دفعہ کَلَّا کفر کے ذکر کے بعد آتا ہے اور ایک دفعہ کَلَّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہو گا۔"

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 307)

تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا چند عظیم الشان خصوصیات اس تفسیر کو تمام تفاسیر سے منفرد اور اعلیٰ درجہ پر متمیز کر دیتی ہیں اور قرآنِ کریم کے فہم اور ادراک کی ان منازل تک پہنچا دیتی ہیں جو بلاشبہ اور کسی ایک بلکہ تمام تفاسیر کی مدد سے بھی ممکن نہیں۔ اس کے باوجود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عجز و خاکساری کا اظہار آپ کی شان اور مرتبہ کو بلند تر کر دیتے ہیں۔ یہ اظہار کئی رنگ میں ہوا۔ جیسے آپؓ نے گزشتہ تفسیروں کی کم آگہی سے ان مفسرین کو بری کر کے اس کا سبب ان کے زمانے کے اثر کو قرار دیا جیسا کہ فرمایا:

"پہلے مفسرین نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق بہت بڑی خدمت، قرآنِ کریم کی کی ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ دو غلطیاں نہ کرتے تو ان کی تفاسیر دائمی خوبیاں رکھتیں۔"

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ب)

آپؓ نے تفسیر لکھنے کو ایک بھاری ذمہ داری سمجھا اور فرمایا:

"تفسیر کا کام بڑی ذمہ داری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر اس میں دیر ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ فطرتاً مَیں اس سے بہت گھبراتا ہوں اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی ٹڈا ہمالیہ پہاڑ کو اٹھانے کی کوشش کرے اور مَیں نے مجبوراً اور جماعت کے اندر اس کے لئے شدید خواہش کو دیکھتے ہوئے اس میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کے لئے مجبور ہوا ہوں ورنہ قرآن کریم کی تفسیر ایسا کام نہیں جسے مومن دلیری سے اختیار کر سکے۔"

(خطباتِ محمود جلد 21 صفحہ 476)

آپؓ نے اس خیال کو سختی سے ردّ فرمایا کہ گزشتہ یا اس تفسیر میں سب کچھ بیان ہو گیا ہے۔ اس بارے میں آپؓ نے فرمایا۔

"مجھے اس خیال سے شدید ترین نفرت ہے کہ تفاسیر میں سب کچھ بیان ہو چکا ہے ایسا خیال رکھنے والے کو مَیں اسلام کا بدترین دشمن خیال کرتا ہوں اور احمق سمجھتا ہوں گو وہ کتنے بڑے بڑے جبّے اور پگڑیوں والے کیوں نہ ہوں اور جب میرا دوسری تفسیروں کے متعلق یہ خیال ہے تو مَیں اپنی تفسیر کی نسبت یہ کیونکر کہہ سکتا ہوں ہم یہ تو کوشش کر سکتے ہیں کہ اپنے زمانے کے علوم ایک حد تک بیان کر دیں مگر یہ قرآنِ کریم کے یا اپنے زمانہ کے بھی سارے علوم بیان کر دیں اس کا تو مَیں خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا.... یہ مَیں برداشت نہیں کر سکتا کہ ایک شخص بھی یہ خیال کرے کہ اس میں سب کچھ آ گیا ہے۔"

(خطبات محمود جلد 21 صفحہ 482)

آپؓ نے مزید فرمایا:

"قرآنِ کریم کے نئے نئے معارف ہمیشہ کھلتے رہتے ہیں۔ آج سے سو سال کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ ایسے معارف بیان کر سکتے ہیں جو آج ہمارے ذہن میں بھی نہیں آ سکتے اور پھر دو سو سال بعد غور کرنے والوں کو اور معارف ملیں گے۔"

(خطبات محمود جلد 21 صفحہ 482)

تفسیر کبیر کے مطالعہ کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہر شخص کو خود بھی غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

"ہر انسان خود قرآن پڑھے، سوچے، سمجھے تو صحیح علم حاصل کر سکتا ہے۔ باقی تفاسیر تو ایسی ہی ہیں جیسے کسی جگہ پہنچنے کے لئے کوئی سواری پر چڑھ جاتا ہے.... فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مومن ان ذرائع کو تقریب سے زیادہ اہمیت نہ دے بلکہ خود آگے بڑھے اور سوچے، سمجھے۔"

(خطبات محمود جلد 21 صفحہ 480)

نیز فرمایا۔

”قرآن کریم ایک روحانی سمندر ہے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص تمہیں کوئی بات اس میں سے بتا سکے اور کوئی تفسیر سنا دے مگر یہ ناممکن ہے کہ قرآنِ کریم کے سارے علوم بیان ہوسکیں اور اگر کوئی قرآنی علوم کو سمجھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اسے خود ہی غوطہ لگانا پڑے گا۔“

(خطبات محمود جلد 21 صفحہ 477)

اللہ تعالیٰ ہمیں تفسیرِ کبیر میں بیان حقائق و معارف کو سمجھنے کے توفیق دے۔ آمین

قرآن پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو
مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے

(اس تقریر کو مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کے ایک طویل مضمون مطبوعہ بدر قادیان سے تیار کیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)